مضمون:الفقہ　　کتاب کانام:الھدایۃ　　درجہ:عالمیہ اول

حصہ اول:معروضی:کثیرالانتخابی سوالات(MCQ's)

سوال نمبر	جواب	آپشن	سوال نمبر	جواب	آپشن
1.	باطل	ب	14.	ناجائز	د
2.	لازم	ج	15.	مبیع کے مجہول ہونے کی وجہ سے	ب
3.	زرہ	ب	16.	فاسد	ج
4.	جائز	ج	17.	امام شافعی	د
5.	ایک قفیز میں	ب	18.	کراہت پر	ب
6.	وصف	ب	19.	مکروہ	د
7.	امام مالک	الف	20.	بیع جدید	ب
8.	سنت سے	ب	21.	مبیع	الف
9.	امام ابو یوسف	ج	22.	6	د
10.	درست نہیں	الف	23.	مطلقہ	ب
11.	استخدام کا	د	24.	کتاب اللہ سے	الف
12.	فاسد	ب	25.	دینار	ج
13.	بیع باطل	الف			

حصہ انشائیہ:　　مختصر سوالات(Short Questions)

سوال نمبر	جواب	سوال نمبر	جواب
1.	بیع میں اصل تصرف کا انشاء ہے۔جی ہاں بیوع میں معنوی الفاظ کا بھی اعتبار کیا جاتا ہے؛جیسا کہ اگر کسی نے کہا رضیت بکذا تو عقد لازم ہو جائے گا۔	11.	احناف کے نزدیک حیوان میں بیع سلم جائز نہیں۔ البتہ امام شافعی کے نزدیک حیوان میں بیع سلم جائز ہے:کیونکہ حیوان کی جنس،سن،نوع اور صفت جیسے اوصاف بیان کرنے کے بعد تفاوت بہت کم رہ جائے گا اور یہ کپڑوں کے مشابہ ہوں گے۔
2.	انکے نزدیک تین یا اس زیادہ دنوں میں خیار شرط جائز ہوتی ہے جبکہ مدت معلوم ہو۔ نقلی استدلال:یہ حدیث ابن عمر سے ثابت ہے کہ انہوں نے خیار کو 2ماہ تک جائز قرار دیا۔ عقلی دلیل:کیونکہ خیار شرط کی مشروعیت ہی اسی وجہ سے ہے کہ اس سے دھوکہ دہی کو ختم کیا جاسکے۔تو جیسے کم دنوں کے لیے خیار شرط ہے تو زیادہ میں بھی وہی حکم ہو گا۔	12.	امام خلیل کا صرف کا معنی زیادتی بیان کیا ہے۔ عبادات نافلہ کو صرف اس لیے کہتے ہیں کیونکہ وہ فرض عبادات پر زیادتی ہے۔
3.	خیار شرط احناف کے ہاں جائز ہے۔حالانکہ اس خیار میں مبیع مجہول ہوتی ہے؛لیکن یہ ایسی جہالت نہیں ہے کہ جو مفضی الی النزاع کا باعث ہو کیونکہ اگر مشتری رضامند نہ ہوتا تو بائع کو مبیع لوٹا دیتا۔	13.	تو بیع جائز ہو گی۔ 10 دراہم کے بدلے 10 دراہم ہو جائیں گے جبکہ ایک درہم کے بدلے ایک دینار ہو جائے گا۔

4.	اگر تو خربوزہ بالکل ہی خراب ہو کہ جس سے فائدہ لینا مشکل ہو تو تو پورا ثمن لوٹایا جائے گا اور اگر خربوزہ تو خراب لیکن کچھ سے فائدہ لیا جاسکتا ہو تو نقصان عیب ادا کیا جائے۔	14.	امام شافعی رحمہ اللہ کا موقف: امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک فاسق شخص کی قضاء (قاضی بننا) جائز نہیں ہے۔ فاسق کی شہادت قبول نہیں کی جاتی، اسی طرح فاسق شخص کی قضاء بھی درست نہیں ہو سکتی۔ فقہ حنفی کا موقف: فقہ حنفی کے مطابق فاسق شخص کی قضاء جائز ہے، اگرچہ یہ مستحسن نہیں ہے کہ فاسق کو قاضی مقرر کیا جائے، مگر اگر مقرر کر دیا جائے تو اس کے فیصلے جائز ہوں گے۔
5.	اگر خمر اور خنزیر کی بیع دراہم اور دنانیر کے طور پر کی جائے تو بیع باطل ہو گی اگر خمر اور خنزیر کی بیع عین چیز کے طور پر کی جائے تو بیع فاسد ہو گی۔	15.	"مَنْ طَلَبَ الْقَضَاءَ وُكِّلَ إِلَى نَفْسِهِ، وَمَنْ أُجْبِرَ عَلَيْهِ نَزَلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ يُسَدِّدُهُ". جو شخص خود سے قضاء کا عہدہ طلب کرتا ہے، وہ اپنی صلاحیتوں پر چھوڑ دیا جاتا ہے اور اللہ کی مدد سے محروم ہوتا ہے، جبکہ جو شخص بغیر طلب کے قاضی بنایا جاتا ہے، اللہ کی طرف سے اس کی مدد کے لیے فرشتہ مقرر کیا جاتا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ قضاء کا عہدہ طلب نہیں کرنا چاہیے، بلکہ اس پر اللہ کی مدد پر بھروسہ کرنا چاہیے۔
6.	ہر وہ شرط درست ہوتی ہے کہ جسکا بذات خود عقد تقاضا کر رہا ہو۔ لیکن ہر وہ شرط کہ جسکا عقد تو تقاضا نہ کر رہا ہو لیکن اس میں متعاقدین میں سے ایک کے لیے منفعت ہو تو یہ شرط عقد کو فاسد کر دیتی ہے۔	16.	اس مسئلے کے مطابق اگر نصرانی بیوی مسلمان شوہر کی وفات کے بعد اسلام قبول کرنے کا دعویٰ کرتی ہے کہ اس نے وفات سے پہلے اسلام قبول کیا تھا، جبکہ ورثاء کہتے ہیں کہ اس نے بعد از وفات اسلام قبول کیا۔ فقہ کے اصول کے مطابق، ورثاء کی بات معتبر ہو گی اور بیوی کا وراثت میں حصہ نہیں ہو گا کیونکہ موت کے بعد اسلام قبول کرنے سے وراثت کا حق نہیں ملتا۔
7.	1. اگر مشتری مبیع پر قبضہ کر لے تو وہ مبیع کا مالک ہو جائے۔ 2. اسکی قیمت ادا کرنا لازم ہو جائے گا۔ 3. متعاقدین میں ہر ایک پر لازم ہو گا تو اس بیع کو فسخ کر دے۔	17.	مضاربت الضرب في الأرض سے مشتق ہے۔ کیونکہ مضارب اپنی کوشش اور سعی سے نفع کا مستحق ہوتا ہے، اس لیے اسے مضاربت کہتے ہیں۔
8.	امام أبو یوسف کہتے ہیں کہ اقالہ دراصل رضامندی کے ساتھ مال کا مال سے تبادلہ کرنا ہے۔ اور یہی بیع کی بھی تعریف ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اقالہ سامان کے ہلاک ہو جانے سے باطل ہو جاتا ہے اور ٹھیک ایسا بیوع میں بھی ہوتا ہے۔	18.	قیاس اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ عقد اجارہ جائز نہیں ہونا چاہیے؛ کیونکہ معقود علیہ منفعت ہے اور وہی معدوم ہے۔ اور یہاں پر ملکیت دے دینا اس چیز کی جو بعد میں موجود ہو گی درست نہیں۔ البتہ عقد اجارہ کو انسانی حاجت کے پیش نظر جائز قرار دیا گیا ہے، کہ جس کے صحیح ہونے پر حدیث کی شہادت موجود ہے۔

9.	فَإِنِ اطَّلَعَ الْمُشْتَرِي عَلَى خِيَانَةٍ فِي الْمُرَابَحَةِ، فَهُوَ بِالْخِيَارِ. اس مسئلے میں یہ بیان کیا جارہاہے کہ اگر خریدار کو بعد میں پتا چلے کہ بیچنے والے نے **مرابحہ** میں اسے دھوکہ دیاہے یا قیمت کے بارے میں جھوٹ بولاہے (مثلاً اصل قیمت زیادہ بتائی ہے)، تو خریدار کو اختیار ہے کہ وہ یہ سودا فسخ کر سکتاہے یعنی یہ بیع ختم کر سکتاہے۔	19.	اجیر مشترک کام کرنے کے بعد ہی اجرت کا مستحق ٹھہرتاہے۔ اجیر خاص وہ ہوتاہے جو اجرت کا اس وقت مستحق جب وہ اپنے آپ کو مدت میں سپرد کر دیتاہے۔
10.	کیل مع جنس یا پھر وزن مع جنس احناف کے نزدیک ربا میں علت ہے۔ اوراس کو قدر مع جنس کے ساتھ بھی تعبیر کیا گیاہے۔ **حدیث:** الحنطة بالحنطة مثلا بمثل يدا بيد والفضل ربوا	20.	1. قتل عمد 2. قتل شبہ عمد 3. قتل خطا 4. قتل جاری مجری خطا 5- قتل بالسبب

طویل سوالات(Long Questions)

سوال نمبر	جواب
01	1 .ومن اشترى امرأته على أنه بالخيار ثلاثة أيام لم يفسد النكاح: **امام اعظم ابو حنیفہ کا مؤقف:** امام اعظم ابو حنیفہ کے نزدیک اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو اس شرط پر خریدے کہ اسے تین دن تک اختیار ہوگا (یعنی چاہے تو نکاح برقرار رکھے یا اسے فسخ کرے)، تو اس سے نکاح فاسد نہیں ہوتا۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ نکاح میں حقِ اختیار کی شرط رکھنے سے نکاح کی حیثیت پر اثر نہیں پڑتا، کیونکہ عورت شوہر کی ملکیت میں نہیں آتی، بلکہ نکاح بحال رہتاہے اور اگر شوہر نے عورت سے مباشرت کی، تب بھی وہ اسے واپس کر سکتاہے، سوائے اس صورت کے جب عورت کنواری ہو، کیونکہ مباشرت سے اس کی حیثیت متاثر ہوتی ہے۔ **صاحبین (امام ابو یوسف اور امام محمد) کا مؤقف:** صاحبین کے نزدیک، اس صورت میں نکاح فاسد ہو جاتاہے کیونکہ ان کے مطابق شوہر کو حقِ اختیار کی شرط کے ساتھ بیوی کی ملکیت حاصل ہوتی ہے۔ اگر شوہر نے بیوی سے مباشرت کی تو وہ اسے واپس نہیں کر سکتا، چاہے وہ کنواری ہو یا ثیبہ (غیر کنواری)، کیونکہ مباشرت بیوی کی حیثیت میں تبدیلی لاتی ہے اور اس شرط کے ساتھ ملکیت مکمل ہو جاتی ہے۔ 2 ومن اشترى عشرة أذرع من مائة ذراع من دار أو حمام فالبيع فاسد عند أبي حنيفة: **امام اعظم ابو حنیفہ کا مؤقف:** امام اعظم ابو حنیفہ کے نزدیک اگر کوئی شخص کسی گھر یا حمام سے سو ذراع میں سے دس ذراع خریدے تو یہ **بیع فاسد** ہے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ **ذراع** ایک پیمانہ ہے جسے زمین کی پیمائش کے لیے استعمال کیا جاتاہے، اور جب کوئی شخص سو ذراع میں سے دس ذراع خریدتاہے، تو یہ غیر معین حصہ ہوتا ہے۔ چونکہ بیع کے لیے مبیع کا معین ہونا ضروری ہے، اور یہاں مبیع غیر معین (مشاع) ہے، اس لیے بیع فاسد قرار پاتی ہے۔ **صاحبین (امام ابو یوسف اور امام محمد) کا مؤقف:** صاحبین کے نزدیک اس صورت میں **بیع جائز** ہے۔ ان کا استدلال یہ ہے کہ جیسے سو حصوں میں سے دس حصے خریدنا جائز ہے، اسی طرح سو ذراع میں سے دس ذراع خریدنا بھی جائز ہے کیونکہ یہ بھی کل کا ایک مخصوص حصہ ہے۔ صاحبین کے نزدیک **ذراع** کو بھی حصوں کی طرح معین کیا جا سکتاہے، اس لیے اس میں کوئی جہالت یا ابہام نہیں ہے جو بیع کو فاسد کرے۔

02	وَ مَنِ اشتَرَي جَارِيَةً بِأَلفِ درهمٍ حالةً او نسيئةً فَقَبِضَها ثم بَاعَها مِن البائع بِخمسِ مائةٍ قبلَ أَن يَنقُدَ الثمنَ الاَوَلَ امام شافعی علیہ الرحمۃ کا موقف مع االدلیل: امام شافعی علیہ الرحمۃ کے نزدیک بیع ثانی جائز ہو گی کیونکہ مشتری کی ملکیت قبضے سے تام ہو چکی اب وہ چاہے دوبارہ بائع سے بیع کرے یا کسی اور سے دونوں ہی برابر ہیں۔ احناف کا موقف مع الدلائل: بیع ثانی بائع سے جائز نہیں ہو گی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس عورت سے کہا تھا جس نے آٹھ سو میں خریدنے کے بعد چھ سو کی چیز جائع کو بیچی تھی تو نے بہت بری خرید و فروخت کی، جا کر زید بن ارقم کو کہو کہ اللہ نے اس کا وہ حج اور جہاد جو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کیا تھا وہ باطل ہو گیا اگر وہ توبہ نہ کرے۔
03	**احناف کی رائے:** 1. **جب دونوں وصف موجود ہوں:** احناف کے نزدیک اگر **جنس** (ایک جیسی چیز، جیسے گندم کا گندم سے) اور **معنی مضموم** (قدر یعنی وزن یا پیمائش کی مقدار) دونوں موجود ہوں تو بیع میں **تفاضل** اور **نساء** دونوں **حرام** ہوں گے، کیونکہ یہاں **ربا الفضل** (اضافی منافع کا سود) اور **ربا النسیئہ** (ادھار کا سود) کا خدشہ ہے۔ جیسے گندم کا گندم سے بیچنا، تو یہاں برابر مقدار میں ہونا ضروری ہے اور فوری قبضہ بھی ضروری ہے، ورنہ یہ بیع حرام ہو جائے گی۔ 2. **جب دونوں وصف نہ ہوں:** اگر **جنس** اور **معنی مضموم** دونوں نہ ہوں، جیسے کہ مختلف جنس کی اشیاء (گندم اور کپڑا) فروخت کی جا رہی ہوں، تو اس صورت میں **تفاضل** اور **نساء** دونوں **حلال** ہیں، کیونکہ یہاں سود کا خطرہ نہیں ہوتا اور ہر جنس کی اپنی مالی حیثیت ہوتی ہے۔ 3. **جب ایک وصف موجود ہو اور دوسرا نہ ہو:** اگر صرف ایک وصف (جنس یا قدر) موجود ہو اور دوسرا موجود نہ ہو، جیسے گندم کا جو کے بدلے بیچنا، تو یہاں **تفاضل** (مختلف مقدار) حلال ہے، لیکن **نساء** (ادھار) حرام ہے۔ یعنی مقدار میں فرق جائز ہو گا، لیکن فوراً قبضہ ضروری ہے۔ یہاں **ربا الفضل** کا خطرہ تو نہیں ہوتا، لیکن **ربا النسیئہ** (ادھار) کا خطرہ موجود ہوتا ہے، اس لیے ادھار حرام ہو گا۔ **امام شافعی رحمہ اللہ کی رائے:** 1. **جنس کے ساتھ تفاضل اور نساء:** امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک **جنس** (ایک ہی قسم کی چیز) کا ہونا **ربا النسیئہ** (ادھار) کو حرام نہیں کرتا جب تک کہ دونوں چیزیں **نقد** نہ ہوں۔ ان کے نزدیک **جنس کا یکساں ہونا** صرف **ربا الفضل** (مقدار میں زیادتی) کو روکتا ہے، لیکن **ادھار** کی اجازت دیتا ہے۔ امام شافعی کے نزدیک **نقد** اور **نقدی نہ ہونے** کی بنیاد پر بیع کے اصول طے ہوتے ہیں، اس لیے **ادھار** اس وقت تک حرام نہیں جب تک **فضل** (اضافی مقدار) ثابت نہ ہو۔ 2. **فضل کی حقیقت اور شُبہہ:** امام شافعی کے نزدیک **فضل کی شُبہہ** (اضافی مقدار کا احتمال) بیع کو حرام نہیں کرتی۔ ان کے مطابق اگر ایک چیز کو زائد مقدار کے ساتھ فروخت کیا جائے تو یہ تب حرام ہو گا جب **حقیقت میں سود** موجود ہو، لیکن صرف شُبہہ کی بنیاد پر حرام نہیں کیا جا سکتا۔
04	**عقد مضاربت کی تعریف اور صحت کا حکم:** عقد مضاربت کی تعریف یہ ہے کہ یہ ایسا عقد ہے جس میں ایک فریق (رب المال) مال فراہم کرتا ہے اور دوسرا فریق (مضارب) اس مال سے کام کرتا ہے۔ دونوں فریقوں کے درمیان جو منافع حاصل ہوتا ہے، وہ اس عقد کے تحت تقسیم ہوتا ہے۔ مضاربت میں مال کا حق ایک فریق کے پاس ہوتا

<table>
<tr>
<td></td>
<td>
ہے، جبکہ کام کا حق دوسرے فریق کے پاس ہوتا ہے، اور اس کے بغیر مضاربت نہیں ہو سکتی۔ اس عقد میں شرط یہ ہے کہ منافع کا حصہ دونوں فریقوں کے درمیان مشترکہ ہو، اگر پورا منافع رب المال کے لیے ہو تو یہ بضاعہ کہلائے گا اور اگر پورا مضارب کو دیا جائے تو یہ قرض شمار ہوگا۔
عقد مضاربت کی شرائط:

عقد مضاربت میں شرط ہے کہ مال وہ ہونا چاہیے جو شراکت میں جائز ہو، یعنی وہ مال جس پر شراکت کا حکم لاگو ہو سکتا ہے۔
ربح (منافع) دونوں فریقوں کے درمیان مشاع ہونا چاہیے، یعنی مخصوص رقم (دراہم مسماۃ) کی شرط نہیں لگائی جاسکتی، کیونکہ اس سے شراکت ختم ہو جاتی ہے۔
مال کو مضارب کے حوالے کرنا ضروری ہے، تاکہ مضارب مال پر تصرف کر سکے، اور رب المال کا اس پر کوئی اختیار نہیں ہونا چاہیے۔
مضارب کو تمام تجارتی اعمال جیسے خرید و فروخت، سفر، توکیل، اور دیگر تجارت سے متعلقہ امور انجام دینے کا اختیار ہونا چاہیے، جب تک کہ عقد میں اس کے برخلاف کوئی شرط نہ لگائی گئی ہو۔

</td>
</tr>
<tr>
<td>05</td>
<td>
1. خطا فی القصد (ارادہ میں خطا)
اس قسم میں قاتل کا ارادہ کسی اور چیز کو نقصان پہنچانے کا ہوتا ہے، لیکن غلطی سے وہ کسی انسان کو نقصان پہنچا دیتا ہے۔ اس خطا کی مثال یہ ہے کہ کوئی شخص کسی جانور کو شکار سمجھ کر تیر چلاتا ہے، لیکن تیر غلطی سے کسی انسان کو لگ جاتا ہے۔ یا پھر کسی شخص کو دشمن یا حربی سمجھ کر حملہ کیا جاتا ہے، لیکن بعد میں پتا چلتا ہے کہ وہ شخص مسلمان تھا۔
اس قسم کی قتل خطا میں کفارہ اور دیت دونوں لازم ہوتے ہیں۔ کفارہ ایک مومن غلام کو آزاد کرنا ہے، اور اگر غلام آزاد کرنے کی استطاعت نہ ہو تو مسلسل دو ماہ کے روزے رکھے جائیں گے۔ دیت (خون بہا) قاتل کی عاقلہ (قریبی رشتہ دار) پر ہوتی ہے، جو کہ تین سال کے اندر ورثاء کو ادا کی جائے گی۔
فقہی حکم: اس قسم کی قتل میں قاتل پر قتل کا کوئی گناہ نہیں ہوتا، کیونکہ نیت غلط نہیں ہوتی، لیکن احتیاط نہ کرنے کی وجہ سے کفارہ اور دیت واجب ہوتی ہیں۔
2. خطا فی الفعل (عمل میں خطا)
اس قسم میں قاتل کا ارادہ کسی خاص عمل کا ہوتا ہے، لیکن عمل میں غلطی کی وجہ سے کسی انسان کو نقصان پہنچ جاتا ہے۔ مثال کے طور پر، کوئی شخص کسی غرض کو (مثلاً نشانہ) مارنا چاہتا ہے، لیکن تیر یا گولی غلطی سے کسی انسان کو جا لگتی ہے۔
اس قسم کی قتل میں بھی کفارہ اور دیت واجب ہوتی ہے۔ کفارہ کی صورت وہی ہے جو پہلی قسم میں بیان کی گئی (مومن غلام آزاد کرنا یا دو ماہ کے مسلسل روزے) اور دیت کی ادائیگی قاتل کی عاقلہ کے ذمے ہوتی ہے۔
فقہی حکم: خطا فی الفعل میں بھی قاتل کا ارادہ کسی انسان کو نقصان پہنچانے کا نہیں ہوتا، لیکن چونکہ عمل میں غفلت اور غلطی ہوئی، اس لیے کفارہ اور دیت واجب ہوتی ہے۔
</td>
</tr>
</table>